81

حق کے قبول کرنے میں کسی کی پروا نہیں ہونی چاہیئے۔

(فرمودہ ۱۶ رنومبر ۱۹۱۷ء بمقام دہلی)

تشہّد وتعوذ کے بعد حضور نے سورۃ فاتحہ پڑھ کر فرمایا:

''کلمہ شہادت جو اسلام کا اصل الاصول اور تعلیم اسلام کا خلاصہ ہے اور جس کا اقرار کئے بغیر کوئی انسان کسی صورت میں مسلمان ہی نہیں ہوسکتا اپنے اندر ایسے وسیع مطالب اور معانی رکھتا ہے کہ جنکی حد بندی کرنا کسی انسان کا کام نہیں ہے۔ اور اس کے مطالب کو ایک یا دو یا اس سے زیادہ تقریروں یا کتابوں میں بیان نہیں کیا جاسکتا۔ اس کلمہ کے جو اسلام کی تمام تعلیم کا قائم مقام رکھا گیا ہے صرف دو فقرے ہیں۔ ایک لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اور دوسرا مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰه ان دونوں فقروں کے اقرار کرنے کا جو یہ مطلب رکھا گیا ہے کہ انسان مسلمان ہو جاتا ہے تو معلوم ہوا کہ ان میں اسلام کی ساری تعلیم آجاتی ہے۔ کیونکہ اگر یہ نہیں تو پھر انکے کہنے سے کوئی مسلمان کیونکر ہوسکتا ہے۔ کسی کام کے کرنے والا اس کو کہا جاتا ہے جو اس تمام کام کو کرے۔ ورنہ وہ کام کرنے والا نہیں کہلا سکتا۔ مثلاً اگر کوئی شخص کسی مکان میں اپنی ایک انگلی داخل کر دے تو اس کے متعلق یہ نہیں کہا جائے گا کہ وہ مکان میں داخل ہوگیا ہے۔ ہاں جب وہ اپنا سارا جسم مکان میں داخل کر دیگا تب کہا جائے گا کہ مکان میں داخل ہوگیا ہے۔ تو ان دو فقروں کے کہنے والے کے متعلق جو یہ کہا جاتا ہے کہ وہ اسلام کے اندر داخل ہوگیا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہ فقرے اسلام کی ساری تعلیم کا خلاصہ ہیں۔ پس اسلام کے وہ تمام احکام جو بڑے سے

بڑے ہیں۔اور تمام وہ جو چھوٹے سے چھوٹے ہیں۔وہ ان دو جملوں میں شامل ہیں۔لیکن بہت لوگوں کو اس سے غلطی لگی ہے۔اور انہوں نے خیال کر لیا ہے کہ بس یہی دو فقرے ہیں جن کا اقرار کر لینا ضروری ہے۔باقی جس قدر اسلام کے احکام ہیں ان کو ماننے کی ضرورت نہیں ہے۔حالانکہ اسلام کے تمام احکام انہی دو [۲] فقروں کے اندر داخل ہیں۔اس لئے ان کا ماننا بھی نہایت ضروری ہے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے کہ ایک موقعہ پر آپؐ نے صرف یہ کلمہ بیان فرمایا ہے۔مگر ساری تشریحات کو اس میں داخل قرار دیا ہے۔چنانچہ ایک دفعہ عبدالقیس قبیلہ کا وفد جب آپؐ کے پاس حاضر ہوا۔اور اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ آپؐ کے اور ہمارے درمیان ایک ایسی روک حائل ہے جو ہمیں بار بار آپؐ کے پاس نہیں آنے دیتی اور وہ مضر قبیلہ کے لوگ ہیں۔جو اسلام کے سخت مخالف اور ہمارے بڑے دشمن ہیں۔ان میں سے گزر کر ہم سوائے اشہر حرم کے اور کسی مہینے میں آپؐ کے پاس نہیں پہنچ سکتے۔اس لئے آپؐ ہمیں کوئی ایسی تعلیم بتا دیں جو ہم اپنی قوم کو دے سکیں۔اور وہ ہدایت پا جائے۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو فرمایا کہ میں تمہیں چار باتوں کے کرنے کا حکم دیتا ہوں۔اور چار کے کرنے سے روکتا ہوں۔وہ چار باتیں جن کے کرنے کا آنحضرتؐ نے ان کو حکم دیا۔ان میں سے ایک یہ تھی کہ اللہ کے ایک ہونے پر ایمان لانا۔بس اتنا ہی آپؐ نے فرمایا۔اس کے ساتھ اپنی رسالت کے اقرار کا ذکر ہی نہیں کیا۔پھر آپؐ نے ان سے سوال کیا کہ جانتے ہو خدا کو ایک ماننے کے کیا معنی ہیں۔معلوم ہوتا ہے جس طرح آجکل بعض لوگوں نے اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰه کے ظاہری الفاظ کو پیشِ نظر رکھ کر غلطی کھائی ہے۔اور یہ نہیں سوچا کہ اس میں اسلام کی تمام تعلیم کو خلاصہ کے طور پر بیان کر دیا گیا ہے۔اس غلطی میں مبتلا ہو جانے کا خیال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے متعلق پیدا ہوا۔اس لئے آپؐ نے ان سے دریافت فرمایا کہ اس کا تم کیا مطلب سمجھتے ہو۔انہوں نے عرض کی اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتا ہے۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔اس کے یہ معنی ہیں کہ اللہ کو ایک

سمجھو۔ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کا رسول یقین کرو [1]۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس جواب سے معلوم ہو گیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا کا رسول ماننا خدا تعالیٰ کو ایک ماننے کے اندر داخل ہے۔

پس یہ ثبوت ہے اس بات کا کہ ایک فقرہ جو مجمل اور مختصر طور پر بیان کیا جائے۔ گو بظاہر وہ ایک ہی بات نظر آئے۔ لیکن جب اس کے مفہوم کو وسیع کیا جائے تو اور بھی بہت سی باتیں اس میں شامل ہوتی ہیں۔ اس بات کے ثابت ہو جانے کے بعد جب کلمہ شہادت پر غور کیا جائے تو یہ حقیقت پایۂ ثبوت کو پہنچ جاتی ہے کہ یہ کلمہ اگرچہ صرف دو جملوں سے مرکب ہے۔ لیکن اس میں اسلام کی ساری تعلیم کو خلاصۃً رکھ دیا گیا ہے۔ اور جس طرح صرف لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کے اندر مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ بھی آ جاتا ہے۔ جیسا کہ میں ابھی بتا چکا ہوں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود ایسا فرمایا ہے۔ اسی طرح ان دونوں جملوں میں باقی تمام اسلام کی باتیں آ جاتی ہیں۔ اگر انسان لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ پر غور کرے تو خود بخود اسے معلوم ہو جاتا ہے کہ رسولوں کا ماننا اس کے اندر آ جاتا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کے ایک ہونے کا پتہ رسولوں کے ذریعہ لگتا ہے۔ اور اگر وہ نہ بتائیں تو پھر یہ معلوم نہیں ہو سکتا۔ دیکھئے ایک کمرہ کے اندر کچھ آدمی بیٹھے ہوں۔ تو اس کمرہ سے باہر کے لوگ نہیں معلوم کر سکتے کہ اس کے اندر کوئی بیٹھا ہے یا نہیں۔ لیکن اگر کوئی شخص اندر جا کر دیکھ آئے اور پھر آ کر بتائے تو معلوم ہو سکتا ہے کہ اتنے آدمی بیٹھے ہیں اسی طرح خدا تعالیٰ تو ایک پوشیدہ ہستی ہے۔ اس لئے لوگ نہیں جان سکتے کہ خدا ایک ہے یا زیادہ۔ لیکن وہ انسان جو اس کی طرف سے بھیجا جاتا ہے۔ اور جس کا خدا تعالیٰ سے پورا پورا تعلق ہوتا ہے۔ وہ جب بتاتا ہے کہ خدا ایک ہے تو پھر لوگ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کا پورا اقرار کرتے ہیں۔ پس خدا تعالیٰ کو ایک ماننے کے یہ معنی صاف طور پر معلوم ہو گئے کہ اسکا اقرار کرنے کے ساتھ ہی۔ اس انسان کے خدا کا رسول ہونے پر ایمان لانا ضروری ہے۔ جس نے یہ بات بتائی ہو۔ کیونکہ اسکے بتائے بغیر یہ علم نہیں ہو سکتا کہ خدا ایک ہے

---

[1] :- بخاری کتاب العلم باب تحریض النبیؐ وفد عبد القیس علی ان یحفظوا الایمان والعلم ویخبروا من ورائھم۔

یا زیادہ تو جس طرح لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کے اندر محمد رسُول اللہ شامل ہے۔اسی طرح ان دونوں جملوں میں اسلام کی ساری تعلیم داخل ہے۔مگر بہت لوگ ہیں جو کہہ دیتے ہیں کہ صرف ان دو جملوں کے کہہ دینے سے اور اسلام کی باقی تعلیم پر عمل نہ کرنے سے بھی انسان مسلمان ہوسکتا ہے۔حالانکہ انہیں دو جملوں میں اسلام کی ساری تعلیم شامل ہے۔اور اسلام کی کوئی بات ایسی نہیں جس کا ثبوت ان سے نہیں ملتا۔

اس زمانہ میں کلمہ شہادت پر غور نہ کرنے کی وجہ سے مسلمانوں میں جہاں اور بہت سی کمزوریاں پیدا ہوگئی ہیں۔وہاں ایک نہایت خطرناک بُرائی بھی پیدا ہوگئی ہے۔جس کا ردّ اسی کلمہ سے ہوسکتا ہے۔اور وہ برائی یہ ہے کہ آجکل ان سے جتنے فعل سرزد ہو رہے ہیں۔وہ یا تو دوسروں کے خوف سے ہو رہے ہیں یا اپنے طمع اور لالچ کی وجہ سے وہ کوئی کام کرنے لگیں۔اس میں یہ دیکھیں گے کہ دوسرے ہمیں کیا کہیں گے۔اور بجائے اس کے کہ وہ یہ دیکھتے کہ جو کام کرنے لگے ہیں۔وہ حق ہے یا نہیں۔یہ دیکھیں گے کہ اس کے کرنے پر دوسرے ہمارے متعلق کیا رائے قائم کریں گے۔آیا اچھا کہیں گے یا بُرا۔یہ بات ان کے تمام کاموں میں نظر آتی ہے خواہ وہ دینی ہوں یا دنیاوی۔وہ یہ نہیں دیکھتے کہ حق اور راستی کیا ہے بلکہ دوسروں کے خوف اور ڈر کو دیکھتے ہیں۔

اس کا نتیجہ یہ نکل رہا ہے کہ یہ لوگ بہت سی باتیں محض اس لئے قبول نہیں کرتے کہ لوگ ہمیں بُرا کہیں گے۔حالانکہ ان کے حق ہونے میں انہیں کوئی شک وشبہ نہیں ہوتا اور اس طرح دین کی باتوں کو قبول نہ کرنے کی وجہ سے ایمان کو اور دنیاوی باتوں کے اختیار نہ کرنے کی وجہ سے دنیاوی حقوق کو برباد کر رہے ہیں۔اور یہ بُرائی ان کے دلوں میں ایسی گڑ گئی ہے کہ وہ حق کو چھوڑ دینا آسان سمجھتے ہیں۔لیکن لوگوں کی ناراضگی سے ڈر کر ناحق کو ترک کرنا بہت مشکل خیال کرتے ہیں۔حالانکہ وہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کہہ کر اس بات کا اقرار کرتے ہیں کہ ہم اللہ کے مقابلہ میں کسی چیز کی پرواہ نہیں کریں گے۔اور سب کو چھوڑ دیں گے۔لیکن جب وہ لوگوں کے ڈر کی وجہ سے حق کو چھوڑتے اور ناحق کو اختیار کرتے ہیں تو انکے متعلق کس طرح کہا جا

سکتا ہے کہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کا صحیح طور پر اقرار کرتے ہیں۔ آجکل ہی جو سیاسی شور پڑا ہوا ہے۔ اس میں لاکھوں مسلمان ایسے ہیں جو اچھی طرح سمجھتے ہیں کہ جس بات کا مطالبہ کیا جا رہا ہے۔ وہ اگر حاصل ہو گئی تو ہمیں سخت نقصان اٹھانا پڑے گا مگر باوجود اس جاننے کے چونکہ انہیں یہ خوف لگا ہوا ہے کہ اگر ہم نے اس کے خلاف آواز اٹھائی تو لوگ ہمیں خوشامدی کہیں گے۔ اس لئے وہ بھی ساتھ شامل ہو گئے ہیں یہ تو ایک بات ہے۔ ان کے ہر کام میں یہی نقص اور غلطی نظر آتی ہے۔ حالانکہ اسلام کا اصل الاصول یعنی کلمۂ شہادت انہیں بتلاتا اور آگاہ کرتا ہے کہ ایسا نہیں کرنا چاہیئے بلکہ خدا کو ایک اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اسکا رسول ماننا چاہیئے۔ یعنی ان کے مقابلہ میں کوئی ایسی چیز نہیں ہونی چاہیئے جس سے ڈر اور خوف پیدا ہو۔ اور راستی کو چھوڑ دیا جائے۔

جب ہم یہی بات مذہب کے متعلق دیکھتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے اس میں بھی یہی کمزوری دکھائی جاتی ہے۔ ہماری جماعت میں ہی ایک اختلاف پیدا ہوا۔ اور اسکی وجہ سے کچھ لوگ الگ ہو گئے۔ اگر ان کے الگ ہونے کی سب سے بڑی وجہ دیکھی جائے تو یہی ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ اگر ہم حضرت مرزا صاحب کو نبی کی حیثیت سے دنیا کے سامنے پیش کریں۔ اور ان کے نہ ماننے والوں کو کافر کہیں تو لوگ ہماری مخالفت کرتے ہیں۔ اور انکے جوش ہمارے خلاف بھڑک اٹھتے ہیں۔ لیکن یہ وہی خوف اور ڈر ہے جس کا لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ میں ردّ کیا گیا ہے کہ مومن کو خدا اور اس کے رسول کے مقابلہ میں کسی بات کی پرواہ نہیں کرنی چاہیئے۔ اور حق کو کسی مخالفت اور دشمنی کی وجہ سے نہیں چھوڑنا چاہیئے۔ اور یہ ثابت شدہ بات ہے کہ حق کو قبول کرنے والے ہی کامیاب ہوا کرتے ہیں۔ پس ہم نے جب حضرت مرزا صاحب کو خدا کا سچّا رسول مان لیا ہے تو پھر ان کو کیوں دنیا کے سامنے پیش نہ کریں۔ اور لوگوں کی مخالفت سے کیوں ڈر جائیں وہ ہمارا بگاڑ ہی کیا سکتے ہیں۔ اس وقت تک ہمارا کیا بگاڑ لیا ہے کہ آئندہ کچھ بگاڑ لیں گے۔ ہم کو طرح طرح کی تکلیفیں دی گئی ہیں۔ ہماری جائدادیں چھینی گئیں۔ ہمیں مشکلات میں ڈالا گیا۔ ہم سے ہر قسم کے تعلقات منقطع کر لئے گئے۔ مگر باوجود انکی ہر قسم کی مخالفانہ کوششوں کے دیکھنا یہ چاہیئے کہ کیا ہم گھٹ رہے ہیں یا بڑھ رہے ہیں

خدا کے فضل سے کوئی دن ایسا نہیں گذرتا جس میں ہماری جماعت میں اضافہ نہیں ہوتا۔ ہر روز لوگ بیعت کرتے ہیں اور ہماری جماعت میں داخل ہوتے ہیں۔ بیعت کے خطوط روزانہ ڈاک میں آتے ہیں۔ اور ہم دیکھ رہے ہیں کہ ساری دنیا کی مخالفت کے باوجود ہمارا قدم آگے ہی آگے پڑ رہا ہے۔ اور انکی مخالفت ہمارا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکی۔ پس جس دنیا کی مخالفت ایسی ذلیل اور حقیر ہو۔ اس سے ہمیں کیا ڈر رکھنا چاہئیے۔ اور جبکہ ہمیں پورا پورا یقین اور ایمان ہے کہ حضرت مرزا صاحب خدا کے سچّے نبی ہیں۔ اور آپ کا انکار ہلاکت اور تباہی ہے تو کیوں اس کے اظہار سے باز رہیں۔ اور جبکہ کلمہ توحید میں ہمیں یہی تعلیم دی گئی ہے۔ یہی طریق دنیاوی معاملات کے متعلق ہمارے لئے ضروری ہے۔

(الفضل ۲۴ نومبر ۱۹۱۷ء)